المقصد النافع فی عصوبۃ الصنف الرابع

۱۳۱۵ھ

چوتھی قسم کے عصبہ ہونے میں نفع دینے والا مقصد

تصنیف لطیف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

رسالہ

المقصد النافع فی عصوبۃ الصنف الرابع

۱۳۱۵ھ

(چوتھی قسم کے عصبہ ہونے میں نفع دینے والا مقصد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۶۵ تا ۶۷: از آناوہ متصل کچہری منصفی مکان مولوی حبیب علی صاحب مرسلہ مولوی وصی علی ۵ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عصبات کی جو چار قسم مقرر ہیں، فروعِ میت، اصولِ میت، فروعِ اب میت، فروعِ جد میت۔ منجملہ ان کی قسم اول و دوم وسوم میں کوئی بحث نہیں مگر قسم چہارم یعنی فروعِ جد میت کا سلسلہ ایسا وسیع ہے کہ حق رسی اسکی دشوار بلکہ غیر ممکن معلوم ہوتی ہے کیونکہ کوئی مسلمان ایسا نہ ہوگا جس کا عصبہ نسبی قسم چہارم یعنی دادا کی اولاد یا پردادا کی اولاد یا سردادا کی اولاد یا ان سے بھی عالی کسی جد کی اولاد موجود نہ ہو اگر دیہہ یا قصبہ مسکونہ میت میں نہ ہوگا تو دوسرے دیہہ یا قصبہ میں یا دوسرے شہر یا ملک میں ہوگا مثلاً ہند میں نہ ہوگا تو عرب یا عجم میں ہوگا تمامی ربع مسکون میں کہیں نہ کہیں ضرور موجود ہوگا، پس درصورت عدم موجودگی عصبات قسم اول و دوم وسوم کے ایسے عصبات کو تلاش کرنا

اور ان کا حصّہ ان کو پہنچانا غیر ممکن ہے اور ظاہراً شرع شریف میں کوئی ایسا حکم بھی پایا نہیں جاتا کہ میت کے ورثاء حاضرین میت کے ترکہ کو باخود تقسیم کر لیں حقداران غیر حاضرین کو اطلاع بھی نہ دیں یا جو لوگ بوجہ لاعلمی وفات مورث یا بوجہ لاعلمی مسائل شرعی کے دعویدار نہ ہوں تو انکے حقوق ضائع کر دیئے جائیں بلکہ مفقود کے واسطے جبکہ یہ حکم ہے کہ حصہ اس کا نوّے ۹۰ برس کی عمر تک امانت رہے تو ایسے حصہ دار کیونکر محروم کئے جا سکتے ہیں۔ علاوہ اس کے دیگر حقداران جو بصورت نہ ہونے عصبات نسبی کے مستحق ہیں مثلاً مولی العتاق ذوی الفروض مستحق پانے حصّہ کے بطور رد کے ذوی الارحام مولی الموالات مقرلہ النسب موصی لہ مستحق رد وغیرہ ان کے حقوق قائم ہونے کی کوئی صورت ہی نہیں معلوم ہوتی کیونکہ جب عصبہ نسبی کا غیر موجود ہونا حسب تشریح صدر غیر ممکن ہے تو حقداران مابعد کے حقوق قائم ہونا بھی غیر ممکن ہے پس ایسے حقداران کے متعلق جو مسائل ہیں وہ محض بیکار ہو جاتے ہیں حالانکہ شریعت کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو مورد اعتراض کسی قسم کا ہو سکے لہذا دریافت طلب امور مصرحہ ذیل ہیں :

اوّلاً عصبات کی جو اقسام قرار دی گئی ہیں خصوصاً قسم چہارم جو الفاظ "او عالیہا" (یا اس سے اوپر ـ ت) مشروح ہیں ان کا ماخذ کیا ہے یعنی کس آیۂ قرآن شریف یا کس حدیث شریف سے ماخوذ ہے اور کس ماخذ سے۔

ثانیاً عصبات نسبی کا غیر موجود ہونا حسب شرح صدر ناممکن ہے کہ نہیں۔

ثالثاً عصبات نسبی کا غیر اگر موجود ہونا ناممکن ہے تو مسائل متعلقہ عصبات سببی وغیرہ جو بصورت نہ ہونے عصبات نسبی کے مشروح ہیں کس صورت میں کارآمد ہو سکتے ہیں۔

رابعاً شرع شریف میں کہیں ایسا حکم ہے کہ غیر حاضرین حصہ داران کو اطلاع نہ دی جائے یا جو لوگ بوجہ لاعلمی وفات مورث یا لاعلمی مسائل شرعی کے دعویدار نہ ہوں وہ اپنے حقوق واجبی سے محروم رہیں ان کی تلاش نہ کی جائے۔

خامساً ایسا ہو سکتا ہے کہ عرب سے کوئی شخص آئے اور آپ کو سید مثلاً اولاد علی و بنی فاطمہ ثابت کرکے ہند میں کسی اولاد علی بنی فاطمہ کا ترکہ اس کے ذوی الفروض سے تقسیم کرالے یا ہند کا کوئی سید عرب میں جا کر کسی سید متوفی کا ترکہ پائے قاضیانِ عرب بصورت ثابت کر دینے نسب کے اس کو دلا دیں گے۔

سادساً عہد صحابہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین یا تابعین یا تبع تابعین میں کبھی ایسے

عصبات بعیدہ کو بمقابلہ ذوی الفروض کے حصہ دلایا گیا ہے کہ نہیں، اگر دلایا گیا تو کس کتاب سے ثابت ہے۔

سابعاً اس استفتا کے مفتیان صاحبان کے علم میں کبھی ایسے عصبات بعیدہ مثلاً پردادا کے بھائی کی اولاد یا سر دادا کے عم کی اولاد یا ان سے بھی عالی کسی جد کی اولاد کو بحالت موجودگی ذوی الفروض نسبی کے حصہ ملا ہے کہ نہیں، اگر ملا ہے تو کب کس خاندان میں۔

ثامناً اگر کسی قصبہ یا شہر میں رواج یہ ہے کہ بصورت عدم موجودگی عصبات قسم اول و دوم وسوم کے منجملہ قسم چہارم جد کی اولاد تک بمقابلہ ذوی الفروض کے حصہ دیا جاتا ہے جاب الجد یا جد الجد یا اس سے بھی عالی کسی جد کی اولاد کو حصہ نہیں دیا جاتا بلکہ ذوی الفروض پر رد ہو جاتا ہے تو یہ رواج قابل عملدر آمد ولائق لحاظ ہے کہ نہیں؟ بینوا توجروا (بیان فرمائیے اجر دیے جاؤ گے)

الجواب

جواب سوال اول

ماخذ اس کا کلام اللہ عزوجل وسنت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے۔ قال اللہ تبارک وتعالٰی:

وأولوا الارحام بعضھم اولٰی ببعض فی کتٰب اللہ ان اللہ بکل شیئ علیم[1]

اور رشتہ والے ایک سے دوسرے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں، بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے(ت)

حدیث اول: عبد بن حمید وابن جریر اپنی تفسیر میں قتادہ سے راوی:

ان ابا بکر الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ قال فی خطبتہ الا ان الاٰیۃ التی ختم بھا سورۃ الانفال انزلھا فی اولی الارحام بعضھم اولٰی ببعض فی کتاب اللہ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: خبردار وہ آیت جس پر سورۃ انفال ختم کی گئی اللہ تبارک وتعالٰی نے اس کو رشتہ والوں کے بارے میں نازل فرمایا کہ "ان میں سے بعض بعض سے اولٰی ہیں

---

[1] القرآن الکریم ۸/ ۷۵

ماحوت به الرحم من العصبة، هذا مختصر۔[1] — اللہ تعالٰی کی کتاب میں" یعنی ہر وہ عصبہ جس میں نسبی رشتہ جاری ہو۔ یہ مختصر ہے۔ (ت)

حدیث دوم: احمد و بخاری و مسلم و ترمذی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

الحقوا الفرائض باھلھا فما بقی فھو لاولی رجل ذکر۔[2] — فرائض ذوی الفروض کو دو، اور جو بچ جائے وہ قریب ترین مرد کے لئے۔ (ت)

حدیث سوم:[3] صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مامن مؤمن الّا وانا اولٰی بہ فی الدنیا والاٰخرۃ اقرؤا ان شئتم النبی اولٰی بالمؤمنین من انفسھم فایما مؤمن مات وترک مالا فلیرثہ عصبتہ من کانوا ومن ترک دینا او ضیاعًا فلیأتنی فانا مولاہ، والحدیث عند الشیخین واحمد و النسائی وابن ماجۃ وغیرھم عنہ نحوہ۔

کوئی مومن نہیں مگر یہ کہ میں دنیا و آخرت میں اس کا ولی ہوں، اگر تم چاہو تو آیت پڑھ لو "یہ نبی (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔" پس جو کوئی مومن مرگیا اور اس نے کوئی مال چھوڑا تو وہ اس کے قریبی وارثوں اور عصبہ کے لئے ہے جو بھی وہ ہوں، اور جس نے قرض یا کمزور اولاد چھوڑی ہو تو وہ میرے پاس آئے میں اس کا مولٰی ہوں۔ اور یہ حدیث شیخین، امام احمد اور نسائی وغیرہ کے نزدیک ثابت ہے (ت)

---

[1] جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیۃ یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ المطبعۃ المیمنیۃ مصر ۶/۲۴
الدر المنثور بحوالہ عبد بن حمید وغیرہ " " " " " " مکتبۃ آیۃ اللہ العظمٰی قم ایران ۲/۲۵۱

[2] صحیح البخاری کتاب الفرائض باب میراث الولد من ابیہ وامہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۹۷
صحیح مسلم کتاب الفرائض ۲/۳۴ و جامع الترمذی ۲/۳۱ و مسند احمد بن حنبل ۱/۳۲۵

[3] صحیح البخاری کتاب فی الاستقراض الخ باب الصلوٰۃ علی من ترک دینًا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۲۳
" " " کتاب التفسیر سورۃ الاحزاب " " " ۲/۷۰۵

حدیث چہارم[4]: احمد و ابوداؤد ونسائی و ابن ماجہ و بیہقی بسند صحیح بطریق عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما احرز الولد او الوالد فھو لعصبتہ من کان[1]

جو ولاء اولاد یا والد حاصل کرے وہ اُسکے عصبہ کے لئے ہے چاہے وہ کوئی ہو۔ (ت)

حدیث پنجم[5]: عبدالرزاق اپنی مصنف میں حضرت ابراہیم نخعی سے راوی، امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

کل نسب توصل علیہ فی الاسلام فھو وارث موروث[2]

ہر نسب جو اسلام میں ملتا ہو وہ وارث و موروث ہے۔ (ت)

حدیث ششم[6]: سنن بیہقی میں ہے:

عن جریر عن المغیرۃ عن اصحابہ قال کان علی رضی اللہ تعالٰی عنہ واصحابہ اذا لم یجدوا ذاسھم اعطوا القرابۃ وما قرب او بعد اذا کان رحما فلہ المال اذا لم یوجد غیرہ[3]، ھذا مختصر۔

حضرت جریر نے حضرت مغیرہ یعنی ان کے اصحاب سے روایت کی (مغیرہ نے) کہا حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ اور ان کے اصحاب جب کوئی ذی سہم نہ پاتے تو وہ ترکہ رشتہ داروں کو دے دیتے وہ قریب والا ہو یا بعید والا جبکہ رشتہ دار ہو تو سب مال اسی کا ہے جب اس کا غیر موجود نہ ہو۔ یہ مختصر ہے۔ (ت)

آیہ کریمہ نے رشتہ داروں کو مطلق رکھا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے تصریح فرمادی کہ آیت میں ہر عصبہ نسبی داخل۔ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حدیث سوم وچہارم میں صاف تعمیم فرمائی کہ عصبہ وارث ہے کوئی ہو حدیث پنجم میں فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الفرائض باب فی الولاء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۴۸
سنن ابن ماجہ " " باب میراث الولاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰۰
[2] المصنف لعبدالرزاق " باب الحمیل حدیث ۱۹۱۸۰ المجلس العلمی بیروت ۱۰/۳۰۱
[3] السنن الکبرٰی للبیہقی " باب من قال بتوریث ذوی الارحام دار صادر بیروت ۶/۲۱۶

اسلام میں نسب جہاں جا کر ملے موجب وراثت ہے، حدیث ششم میں مولا علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد کہ رشتہ دار پاس کا ہو یا دُور کا جب اور نہ ہو تو سب مال اُسی کا ہے۔ ان ارشادات نے تو تمام قریب و بعید کے عصبات نسبی کو دائرۂ توریث میں داخل فرمایا اور حدیث دوم میں حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد اقدس نے کہ جو اہلِ فرائض سے بچے وہ قریب تر مرد کے لئے ہے ترتیب الاقرب فالاقرب کا حکم بتایا لاجرم بلحاظ قربِ اتصال یہ اقسام اربعہ منتظم ہوئیں۔

جواب سوال دوم

ہرگز ناممکن نہیں بلکہ بارہا واقع ہوا اور خود زمانۂ رسالت میں ہوا اور اب واقع ہے اور عادۃً واقع ہوتا رہے گا۔

اولاً فرض کیجئے مجوس و ہنود و نصارٰی یہود وغیرہم کفار کی اقوام سے ایک شخص مسلمان ہُوا اور اس کے باقی رشتہ دار اپنے کفر پر رہے ان میں ان کا عصبۂ نسبی کون ہے کوئی نہیں۔

قال اللہ تعالٰی انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح[1]

اللہ تعالٰی نے فرمایا: "وہ تیرے گھروالوں میں نہیں بے شک اس کے کام بڑے نالائق ہیں۔ (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لایرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم، رواہ الشیخان[2] عن اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا اور نہ ہی کافر مسلمان کا۔ اس کو شیخین نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۱۱/ ۴۶

[2] صحیح البخاری کتاب الفرائض باب لایرث المسلم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰۰۱
صحیح مسلم " " باب قدر الطریق الخ " " " ۲/ ۳۳

ثانیاً ایک کافرہ حاملہ مسلمان ہوئی اور ایام اسلام میں بچہ پیدا ہوا یا اس کے چھوٹے بچے جو زمانۂ کفر ہی میں پیدا ہوئے تھے بحکم الولد یتبع خیر الابوین دیناً[1] (بچہ والدین میں سے بہتر دین رکھنے والے کے تابع ہوتا ہے۔ ت) مسلمان قرار پائے ان بچوں کا کوئی قریب نسبی اُن کا عصبہ نہیں۔

ثالثاً رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

للعاھر الحجر[2] زانی کے لئے پتھر (ت)

تو ولد الزنا کا نہ کوئی باپ نہ کوئی عصبہ نسبی، لہذا ایک عورت کے دو بچے کہ زنا سے ہوں اگرچہ ایک مرد سے ہوں باہم ولد الام کی میراث پاتے ہیں نہ بنی الاعیان کی کما فی الدر المختار وغیرہ من الاسفار (جیسا کہ درمختار وغیرہ ضخیم کتابوں میں ہے۔ ت)۔

رابعاً زن وشو نے لعان کیا بچہ بے عصبہ نسبی رہ گیا لانہ ایضا لا اب لہ کما فی الدر ایضا (کیونکہ اس کا بھی کوئی باپ نہیں جیسا کہ درمختار میں ہے۔ ت)

خامساً دار الحرب سے کچھ کفار مقید ہو کر آئے امیر المومنین نے غانمین پر تقسیم فرمادیئے یہ سب کنیز وغلام مسلمان ہوگئے آپس میں نہایت قریب کے رشتہ دار ہیں اور سب مسلم مگر سب مملوک، اب ان میں ایک آزاد ہوا، باقی اس کے عصبہ نسبی نہیں کہ رق مانع ارث ہے۔

سادساً ایک بچہ سڑک پر پڑا ہوا ملا پرورش کیا گیا اس کا عصبہ نسبی کسے کہا جائے اسی طرح اور بعض صور بھی ممکن ان میں بعض صورتیں علم عدم کی ہیں جیسے ولد زنا ولعان، بعض عدم علم کی جیسے لقیط، اور مقصود اس سے بھی حاصل کہ توریث بے علم نا ممکن، لاجرم رد وغیرہ مدارج تحتانیہ کی طرف رجوع ہوگی، ہمارے زمانے میں زوجین پر بھی رد ہوتا ہے کما نصوا علیہ (جیسا کہ مشائخ نے اس پر نص فرمائی ہے۔ ت)۔ اب **سوال سوم** خود مندفع ہوگیا اور حاجتِ جواب نہیں۔

تنبیہ: ان امور کے سوا ایک صورت نادرہ اور ہے کہ وہ بھی ایک بار واقع ہوئی اور ممکن تو بے شمار بار ہے یعنی بچے کا بن باپ کے پیدا ہونا۔ سیدنا عیسٰی کلمۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے

---

[1] الدر المختار کتاب النکاح باب نکاح الکافر مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۱۰
[2] صحیح البخاری کتاب الفرائض باب الولد للفراش الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۹۹

اب تک کوئی عصبہ نسبی نہیں یہاں تک کہ بعد نزول آن کے اولاد ذکور پیدا ہوں۔ اب رہا زمانہ رسالت میں وقوع، اس کے لئے حدیثیں سُنئے:

حدیث ہفتم: سنن ابی داؤد وجامع ترمذی میں اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے:

ان مولی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مات وترك شیئا ولم یدع ولدا ولاحمیما فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اعطوا میراثه رجلا من اھل قریته[1]

نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ایک آزاد شدہ غلام فوت ہُوا اس نے کچھ مال چھوڑا اور اولاد نہیں چھوڑی، نہ کوئی اور قرابت دار چھوڑا، تو رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی میراث اس کے قریہ والے کسی مرد کو دے دو۔ (ت)

حدیث ہشتم: مسند الفردوس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی:

ان وردان مولی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وقع من عذق نخلة فمات فاتی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بمیراثه فقال انظروا له ذا قرابة قالوا ماله ذوقرابة قال فانظروا ھمشھریا له فاعطوه میراثه یعنی بلدیا له[2]

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا وردان نامی ایک آزاد شدہ غلام کھجور کے ایک درخت سے گر گیا اور فوت ہوگیا اس کی میراث رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ اس کا کوئی قرابتدار دیکھو، صحابہ نے عرض کی اس کا کوئی قرابتدار نہیں۔ تو آپ نے فرمایا اس کا کوئی ہم وطن یعنی اس کے شہر کا کوئی شخص دیکھو تو اس کی میراث اسے دے دو۔ (ت)

ان دونوں حدیثوں کا حاصل یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ایک غلام آزاد شدہ نے انتقال فرمایا ان کے نہ اولاد تھی نہ کوئی قرابتدار، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الفرائض باب فی میراث ذوی الارحام آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۴۶

[2] کنز العمال بحوالہ الدیلمی عن ابن عباس حدیث ۳۰۶۹۱ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۲۰

نے ان کا ترکہ ان کے ایک ہم وطن کو عطا فرما دیا۔ علماء فرماتے ہیں یہ عطا فرمانا بطور تصدق تھا نہ کہ بطور توریث، اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بذریعہ ولائے عتاقہ وارث نہ ہوئے کہ انبیائے کرام نہ کسی کے وارث ہوں نہ کوئی ان کا وارثِ مال ہو علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

جواب سوال چہارم

شرع مطہر میں کہیں ایسا حکم نہیں، نہ ترک دعوٰی اگرچہ باوصف علم وفات مورث و علم مسائل شرعیہ بالقصد بلکہ بالتصریح ہو موجب حرمان۔ اشباہ میں ہے:

لوقال الوارث ترکت حقی لم یبطل حقہ[1]

اگر وارث نے کہا میں نے اپنا حق چھوڑ دیا ہے تو اس کا حق باطل نہیں ہوگا۔ (ت)

غمز العیون میں ہے:

لومات عن ابنین فقال احدھما ترکت نصیبی من المیراث لم یبطل لانہ لازم لایترک بالترک[2]

اگر کوئی شخص دو بیٹے چھوڑ کر مرگیا ان میں سے ایک نے کہا میں نے میراث سے اپنا حصہ چھوڑ دیا تو اس کا حصہ باطل نہیں ہوگا کیونکہ اس کا حصہ لازم ہے جو چھوڑنے سے متروک نہیں ہوتا (ت)

بلکہ شرع مطہر میں حکم ہے کہ اگر کچھ لوگ قاضی کے پاس حاضر آئیں اور کسی جائداد غیر منقولہ کی نسبت ظاہر کریں کہ ان کے فلاں مورث سے ترکہ میں انھیں پہنچی اور اس کی تقسیم چاہیں تو قاضی صرف ان کے بیان پر اس کی تقسیم نہ کرے جب تک بینہ سے ثابت نہ کریں کہ مورث مرگیا اور اتنے وارث چھوڑے۔

فی الدرالمختار عقار یدعون انہ میراث عن زید لا یقسم حتی یبرھنوا علی موتہ

درمختار میں ہے کہ کچھ لوگ کسی غیر منقولہ جائداد کے بارے میں یہ دعوٰی کریں کہ وہ زید کی میراث ہے تو قاضی اس کی تقسیم نہ کرے

---

[1] الاشباہ والنظائر الفن الثالث احکام النقد ادارۃ القرآن کراچی ۲/۱۶۰
[2] غمز عیون البصائر مع الاشباہ والنظائر " " " " " ۲/۱۶۰

وعدد ورثتہ[1] | جب تک وہ زید کی موت اور اس کے وارثوں کی تعداد پر گواہ قائم نہ کریں۔ (ت)

اور مال منقول کو اگرچہ تقسیم کردے گا مگر کاغذ قسمت میں لکھ دے گا کہ یہ صرف ان کے بیان پر تقسیم کیا گیا۔

فی الھندیۃ یذکر القاضی فی صك القسمۃ باقرارھم[2] | ہندیہ میں ہے کہ قاضی ان کا اقرار کاغذ قسمت میں ذکر کردے گا۔ (ت)

اس سوال کا جواب تو یہ ہے مگر اس کو ما نحن فیہ یعنی توریث عصبہ بعیدہ قسم چہارم پر ورود نہیں کما ستعرفہ ان شاء اللہ تعالٰی (جیسا کہ عنقریب تُو جان لے گا اگر اللہ تعالٰی نے چاہا۔ ت)

جواب سوال پنجم

اولاً مجرد کسی کے زبانی ادعا پر کہ میں فلاں کا نسیب ہوں توریث نہیں ہوسکتی اس کے لئے ثبوت شرعی چاہئے۔

ثانیاً استحقاق ارث عصوبت صرف نسیب ہونے پر مبنی نہیں بلکہ شرع میں اس کے لئے ترتیب ہے جب تک ثابت نہ ہو کہ اس ترتیب کی رُو سے یہی مستحق یا یہ بھی مستحق ہے ترکہ نہیں دیا جاسکتا یہاں عدم علم حکم میں مثل علم عدم کے ہے ولہذا چند شخص ایک معرکہ میں مقتول یا ایک واقعہ میں غریق یا حریق ہوں اور ان کی موت کا تقدم تاخر نہ معلوم ہو تو نہ باپ بیٹے کا ترکہ پائے گا نہ بیٹا باپ کا، ہر ایک کے ورثہ احیاء وارث ہوں گے وبس۔ جب کسی سید کا انتقال ہو تو جہاں تک اس کا سلسلہ نسب معلوم ہے اس کے آباء و آباء آباء الاقرب فالاقرب کی اولاد ذکور الاقرب فالاقرب تلاش کریں گے جو اقرب ثابت ہوگا اسے عصبہ ٹھہرائیں گے اگرچہ بیس پشت پر اس سے ملتا ہو اور سلسلہ معلومہ کی اولاد ذکور سے کوئی معلوم نہیں تو تمام یہاں کے سادات کرام کو عصبہ ٹھہرانا محال کہ ان میں یقیناً بعض بعض سے اقرب ہیں اور ایک معین کو بذاتہٖ عصبہ اقرب کہہ دینا محال کہ ترجیح بلا مرجح ہے و حکم بلا دلیل ہے اور جب کسی کی عصوبت ثابت نہیں کسی کا استحقاق ثابت نہیں تو ان میں کوئی شخص کیونکر ترکہ پاسکتا ہے یا قاضی اسے دلا سکتا ہے۔ علامہ

---

[1] الدر المختار | کتاب القسمۃ | مطبع مجتبائی دہلی | ۲/ ۲۰۹
[2] الفتاوی الہندیۃ | " " الباب الثالث | نورانی کتب خانہ پشاور | ۵/ ۲۱۰

سیدشریف قدس سرہ الشریف شریفیہ میں فرماتے ہیں،

لنا ان سبب استحقاق کل منهما میراث صاحبه غیر معلوم یقینا و لـما لم یتیقن بالسبب لم یثبت الاستحقاق اذلا یتصور ثبوته بالشك[1]

ہمارے نزدیک ان دونوں میں سے ہر ایک کے استحقاق کا سبب اس کے ساتھی کی میراث ہے جو کہ یقینی طور پر معلوم نہیں، جب سبب یقینی نہ ہوا تو استحقاق ثابت نہیں ہوگا کیونکہ اس کا ثبوت شک کے ساتھ متصور نہیں۔ (ت)

جواب سوال ششم

اس مبحث میں بمقابلہ ذوی الفروض کی قید زائد وضائع ہے کلام ایسی عصوبت بعیدہ کے ترکہ پانے میں ہے وہ زمانۂ صحابۂ کرام بلکہ زمانۂ اقدس سیدانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام میں واقع ہوا۔

حدیث نہم[۹]: عبدالرزاق اپنی مصنف میں اور ابن جریر وبیہقی ضحاک بن قیس سے راوی،

انه کان طاعون بالشام فکانت القبیلة تموت باسرها حتی ترثها القبیلة الاخری[2] الحدیث۔

یعنی زمانۂ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ ملک شام میں طاعون واقع ہوا کہ سارا قبیلہ مرجاتا یہاں تک کہ دوسرا قبیلہ اس کا وارث ہوتا۔

حدیث دہم[۱۰]: ابوبکر بن ابی شیبہ اپنی مصنف اور امام ابوداؤد سنن میں حضرت بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال اتی رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم رجل فقال ان عندی میراث رجل من الازد ولست اجد ازدیا ادفعه

یعنی ایک صاحب نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کی میرے پاس ایک ازدی یعنی قبیلۂ بنی ازد سے ایک شخص کا ترکہ ہے اور

---

[1] الشریفیۃ شرح السراجیۃ فصل فی الغرقی والہدمٰی مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۱۴۳

[2] المصنف لعبد الرزاق کتاب الفرائض باب ذوالسہام حدیث ۱۹۱۳۶ المجلس العلمی بیروت ۱۰/ ۲۸۹

الیہ قال فاذھب فالتمس ازدیا حولا قال فاتاہ بعد الحول فقال یارسول اللہ لم اجد ازدیا ادفعہ الیہ قال فانطلق فانظر اول خزاعی تلقاہ فادفعہ الیہ فلما ولی قال علی الرجل فلما جاءہ قال انظر کبر خزاعۃ فادفعہ الیہ[1] ولفظ ابن ابی شیبۃ قال فاذھب فادفعہ الی اکبر خزاعۃ[2]

مجھے کوئی ازدی نہیں ملتا جسے دوں، فرمایا سال بھر تک کوئی ازدی تلاش کرو، ایک سال کے بعد حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! میں نے کوئی ازدی نہیں پایا۔ فرمایا تو بنی خزاعہ میں جو شخص سب سے زیادہ جد اعلیٰ سے قریب ہو اُسے دے دے۔ جب وہ لوٹا تو فرمایا اُسے میرے پاس بلا لاؤ۔ جب وہ حاضر خدمت ہوا تو فرمایا جو خزاعہ میں سب سے عمر رسیدہ ہو اُسے دے دینا۔ ابن ابی شیبہ کے لفظ یہ ہیں آپ نے فرمایا جا اور خزاعہ کے سب سے عمر رسیدہ شخص کو دے دے۔

بنی ازد بنی خزاعہ کی ایک شاخ ہے، جب میت کے قبیلہ اقرب کا کوئی نہ ملا تو ترکہ نے قبیلہ اعلیٰ کی طرف رجوع کی اب کون بتا سکتا ہے کہ میت اس اکبر خزاعی سے کہ اس کا عصبہ ٹھہرا کس قدر پشتہا پشت کے فصل پر جا کر ملتا ہوگا۔ اس حدیث سے وہ تلاش کرنے کا حکم بھی معلوم ہوگیا جس کا سوال چہارم میں استفسار تھا۔

جواب سوال ہفتم

ان حدیثوں کے بعد اگرچہ نہ اس سوال کا محل نہ اس کے جواب کی حاجت، مگر استفسار پر کہا جاتا ہے کہ ہاں بارہا فقیر کے یہاں سے ایسی عصوبات بعیدہ کو ترکہ دلایا گیا ہے کئی کئی روز سائلوں نے کہا اس کا کوئی عصبہ نہ رہا کوئی نہ تھا کوئی نہیں اور ان پر بار بار تحقیق و تفتیش کی تاکید کی گئی اور بالآخر پتا لگا کر لائے کہ پردادا یا پردادا کے باپ کی اولاد کا فلاں مرد فلاں جگہ باقی ہے، فقیر نے پندرہ سولہ سال سے تقسیم ترکہ کے مسائل اپنے احباب واجباب کے متعلق

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الفرائض باب میراث ذوی الارحام آفتاب عالم پریس لاہور ۴۶/۲

[2] المصنف لابن ابی شیبہ ” حدیث ۱۱۶۳۹ ادارۃ القرآن کراچی ۱۱/ ۴۱۳

کر دیے ہیں اور نادراً جو خود لکھا ہوتا ہے اپنے مجموعہ فتاوٰی میں ان کی نقل نہیں رکھتا مگر جب کسی فائدہ نفیسہ پر مشتمل ہو لہذا ان سب وقائع کا پتا نہیں دے سکتا ہاں ابھی اسی شعبان میں اسی شہر کا ایک مسئلہ لکھا گیا جس میں قاضی زادوں کے خاندان سے ایک عورت کے پردادا کا پرپوتا اس کا وارث ہوا۔ ثواب الخیر بنت رعایت علی بن قاضی رحمت علی بن قاضی مولوی شیخ الاسلام کا ترکہ فرزند علی بن محمد علی بن قاضی بدر الاسلام بن قاضی مولوی شیخ الاسلام کو ملا۔ فرائض نویسان زمانہ دریافت نہیں کرتے سائلوں جاہلوں کے بتانے پر قناعت کرتے ہیں وہ کیا جانیں کس کس کو ترکہ پہنچتا ہے، لاجرم بلاوجہ حق تلفیاں ہوتی ہیں اگر تفتیش کامل کی عادت ہوتی تو آج ایسی تورشیں اچنبھا نہ معلوم ہوتیں۔ سچ ہے جو وارد ہوا حدیث میں کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مروی:

تعلموا الفرائض وعلموہ الناس فانہ نصف العلم وانہ ینسی وھو اول ما ینزع من امتی۔ رواہ ابن ماجۃ والحاکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کہ وہ نصف علم ہے اور وہ بھولا جاتا ہے اور پہلا علم ہے جو میری امت سے نکل جائے گا (اس کو ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

عہ بعدہٗ ۹ صفر ۱۳۱۹ھ کو اسی بریلی کے مسلمان حلوائیوں کا ایک مناسخہ آیا جس میں احمد بخش نامی ایک شخص کا ترکہ اس کی زوجہ و ہمشیرہ سے بچا بلاقی و انعام اللہ نے پایا کہ احمد بخش کے پردادا کے چچا کے پوتے کے پوتے ہیں ان کا سلسلہ نسب یوں ہے یہاں ذی فرض نسبی بھی موجود ہے پھر احمد بخش کی پھوپھی سراجن مری وہی دو عصبے اس کے بھی وارث ہوئے وہ اس کے دادا کے چچا کے پرپوتے کے بیٹے ہیں، یہ بحمد اللہ اسی تحقیق کا نتیجہ ہے جو بیان کی جاتی ہے۔

صلابت ← زید، لال محمد، محمو
لال محمد ← نور محمد، غلام غوث، فیض اللہ، محمد بخش، احمد بخش
محمو ← سعد اللہ، عطاء اللہ
سعد اللہ ← انعام اللہ
عطاء اللہ ← بلاقی

لہ سنن ابن ماجہ ابواب الفرائض باب الحث علی تعلیم الفرائض ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۹۹
المستدرک للحاکم کتاب الفرائض دارالفکر بیروت ۴/۳۳۲

جواب سوال ہشتم

یہ رواج باطل و مردود و نامعتبر ہے کہ صراحۃً مخالف شرع مطہر ہے کوئی رواج نص کے خلاف معتبر نہیں ہو سکتا ورنہ ربا و زنا و شراب و رباب کا رواج اس سے بدرجہا زائد ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم تو فرماتے ہیں:

فلاولی رجل ذکر[1] کہ وہ قریب ترین مرد کے لئے ہے (ت)

جو فرائض مقدرہ دے کر باقی بچے وہ اس مرد کا ہے جو بہ نسبت دیگر اقارب کے میت سے قریب تر ہے، ایسے مرد کے ہوتے ہوئے جو دیا جائے گا صراحۃً حق تلفی و ظلم ابعد اور ایسا رد خود واجب الرد ہوگا، یہ رواج نہ صرف حدیث بلکہ اجماع اُمت کے خلاف ہے۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

قال النووی رحمہ اللہ تعالٰی قد اجمعوا علی ان ما بقی بعد الفرائض فہو للعصبات یقدم الاقرب فالاقرب[2]۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا کہ مشائخ کا اس پر اجماع ہے جو اصحاب الفرائض کے بعد باقی بچے وہ عصبوں کے لئے ہے، جو عصبہ سے زیادہ قریبی ہے اس کو مقدم کیا جائے گا پھر اس کے بعد والا۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم (ت)